سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: دسویں

رسالہ نمبر 8

۱۳۰۴ھ

اَلْبُدُوْرُ الْاَجِلَّۃِ فِیْ اُمُوْرِ الْاَہِلَّۃِ

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

اَلْبُدُوْرُ الْاَجِلَّۃِ فِیْ اُمُوْرِ الْاَھِلَّۃِ ۱۳۰۴ھ

مع شرح

نُوْرُ الْاَدِلَّۃِ لِلْبُدُوْرِ الْاَجِلَّۃِ

مع حاشیہ

رَفْعُ الْعِلَّۃِ عَنْ نُوْرِ الْاَدِلَّۃِ

(رؤیتِ ہلال کے تفصیلی احکام)

مسئلہ ۲۱۶:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ ربّ محمد صلی علیہ وسلّما

(م) [عـــہ]، **فصل اوّل:** رؤیتِ ہلال کے حکم اور اس کے متعلق مسائل و فوائد میں پندرہ ہلال پر مشتمل۔

ہلال نمبر۱: ۲۹ شعبان کو غروبِ آفتاب کے بعد ہلالِ رمضان کی تلاش فرض کفایہ ہے۔

عـــہ: قوسین کے اندر م، ش، ح سے بالترتیب متن، شرح اور حاشیہ مراد ہے۔

(ش) نمبر۱: فرض کفایہ، یعنی سب ترک کریں تو سب گنہگار، اور بعض بقدر کفایت عہ کریں تو سب پر سے اُتر جائے، اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ شاید شعبان ۲۹ کا ہو جائے تو کل سے رمضان ہے۔ اگر چاند کا خیال نہ کیا تو عجب نہیں کہ ہو جائے اور یہ بے خبر رہیں۔ تو کل شعبان سمجھ کر ناحق رمضان کا روزہ جائے۔

یجب کفایۃ التماس الھلال لیلۃ الثلثین من شعبان لانہ قد یکون ناقصا[1] (مراقی الفلاح) الظاہر منہ الافتراض لانہ یتوصل بہ الی الفرض[2] (ط ط) (حاشیۃ العلامۃ الطحطاوی علیہا)	شعبان کی تیسویں رات چاند کا تلاش کرنا وجوب کفایہ ہے کیونکہ بعض اوقات وہ ناقص ہوتا ہے (مراقی الفلاح) (ت) اس سے ظاہر یہی ہے کہ یہ فرض ہے کیونکہ فرض تک پہنچنے کا یہ وسیلہ ہے (ط ط)

عـــہ: حاشیہ رفع العلۃ عن نور الادلّۃ: قلت بقدر کفایت،

فقیر نے یہ لفظ اس لیے زائد کر دیا کہ اگر التماس ہلال ایسے شخص نے کیا جس کا بیان عندالشرع مقبول نہ ہو تو اُس کا التماس کرنا نہ کرنا یکساں ہوا اور مقصود شرع کہ اُس کے ایجاب سے تھا یعنی ثبوتِ ہلال، وُہ حاصل نہ ہُوا۔ مثلاً صفائے مطلع کی حالت میں صرف ایک آدمی نے تلاش کیا یا ہلالِ عیدین میں فقط عورتوں یا غلاموں نے تلاش کی، وعلٰی ھذا القیاس انما زدتہ تفقھًا فلیحرر۔

(م) نمبر۲: یوں ہی ۲۹ رمضان کو ہلال عید کی۔

(ش) نمبر۲: اگر چاند ہو گیا اور نہ دیکھا تو نادانستہ عید کے دن روزہ حرام میں مبتلا ہوں گے،

کذا یجب التماس ہلال شوال فی غیوب التاسع والعشرین من رمضان[3] (ط ط)	اسی طرح شوال کا چاند انتیسویں رمضان کی شام کو دیکھنا بھی واجب ہے (ط ط) (ت)

(م) نمبر۳: ۲۹ ذیقعدہ کو ہلال ذی الحجہ کی تلاش بھی ضروری ہے۔

(ش) نمبر۳: اقول: یہ یوں ضروری ہوا کہ حج و نماز عید و قربانی و تکبیراتِ تشریق کے اوقات جاننے اسی پر موقوف ہیں، تو اس کی تلاش عام لوگوں پر واجب کفایہ ہونی چاہئے اور اہلِ موسم پر فرضِ کفایہ کہ وہاں بے خیالی میں چاند ۲۹ کا ہو گیا اور بنا رکھا ۳۰ کا، تو وقوفِ عرفہ کہ حج کا فرضِ اعظم رُکن اکبر ہے، اپنے وقت سے باہر یوم النحر میں واقع ہوگا اور عام لوگوں کو کسی فرض میں خلل کا اندیشہ نہیں، پر واجبات میں دقّت آئے گی، مثلاً کسی ضرورت سے نمازِ عید کی تاخیر بارھویں تک چاہی تو یہ جسے بارہویں سمجھے ہیں وُہ تیرہویں ہے۔ اور ایّامِ نماز کہ ایامِ نحر تھے گزر چکے، نماز بے وقت ہوئی،

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یثبت بہ الہلال نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۳۵۴

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فیما یثبت بہ الہلال نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۳۵۴

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فیما یثبت بہ الہلال نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۳۵۴

بہت لوگ بارہویں کو قربانی کرتے ہیں، ان کی قربانیاں بے وقت ہوں گی، عرفہ کی صبح سے ہر نماز کے بعد تکبیر واجب ہوتی ہے، واقع میں جو عرفہ ہے یہ اُسے آٹھویں جان کر تکبیریں نہ کہیں گے۔

وکما ان مایتوصل بہ الی الفرض فرض فکذا ان مایتوصل بہ الی الواجب واجب فصح الافتراض علی اھل الموسم والوجوب علٰی غیرھم ھذا کلہ ماذکرتہ تفقھاوارجوان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی۔	جیسا کہ فرض تک پہنچانے والی چیز فرض ہوتی ہے اسی طرح واجب تک پہنچانے والی چیز واجب ہوتی ہے تو اہلِ موسم پر کوشش کرنا فرض اور دوسروں پر واجب ہے، تمام جو میں نے بیان کیا یہ بطورِ تفقہ ہے اور امید ہے کہ یہ انشاء اللہ تعالٰی صواب ہوگا۔ (ت)

(م) نمبر۴: ۲۹رجب کو ہلالِ شعبان، ۲۹ شوال کو ہلالِ ذیقعدہ کی بھی تلاش کریں۔

(ش) نمبر۴: ہلالِ شعبان کی تلاش کا حکم خود حدیث عہ۱ میں ہے، حکمت اس میں یہ ہے کہ جب رمضان کا چاند بوجہ ابر نظر نہیں آتا تو حکم ہے کہ شعبان کی گنتی تیس پُوری کرلیں۔ جب شعبان کا چاند بہ تحقق نہ معلوم ہوگا تو اس کی گنتی پر کیا یقین ہوسکے گا۔ یُوں ہی اگر ذی الحجہ کا چاند نظر نہ آئے تو ذیقعدہ کی گنتی تیس رکھیں گے، اور وہی بات یہاں پیش آئے گی،

کذا ینبغی ان یلتمسواھلال شعبان ایضافی حق اتمام العدد[4] (ع)(فتاوی عالمگیریۃ) عن السراج الوھاج، قلت وزدت عہ۲ علیہ ھلال ذی القعدۃ تفقّھا۔	یُوں ہی اتمامِ تعداد کے لیے شعبان کے چاند کا تلاش کرنا بھی ضروری ہے (ع) یہ فتاوٰی عالمگیری میں سراج وہاج سے ہے بندہ اس پر بطور استخراج اضافہ کرتا ہے کہ ذی القعدہ کے چاند کا بھی تلاش کرنا ضروری ہے۔ (ت)

عہ۱: قلت خود حدیث میں ہے:

اخرج الترمذی فی الجامع والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احصوا ھلال شعبان لرمضان۔[5] ۱۲(م)

ترمذی نے جامع میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے لیے شعبان کے چاند کو شمار کرو ۱۲(م)

عہ۲: قلت، وزدت علیہ ھلال ذی القعدہ

قلت اس پر میں نے بطور استنباط ذوالقعدہ کے چاند (باقی اگلے صفحے پر)

[4] الفتاوی الهندیۃ الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۹۷

[5] جامع الترمذی باب ماجاء فی احصاء ہلال نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۴۳

تنبیہ: لوگ تین قسم ہیں: (۱) عادل (۲) مستور (۳) فاسق

عادل وُہ مرتکبِ کبیرہ عـــہ۱ یا خفیف عـــہ۲ الحرکات نہ ہو۔ اور مستور پر پوشیدہ حال جس کی کوئی بات مسقطِ شہادت معلوم نہیں۔

اور فاسق جو ظاہراً بدافعال ہے۔

عادِل کی گواہی ہر جگہ مقبول ہے اور مستور کی ہلالِ رمضان میں، اور فاسق کی کہیں نہیں۔ پر بعض روایات کے بعض الفاظ بظاہر اس طرف جاتے ہیں کہ رمضان میں فاسق کی شہادت بھی سُن لیں۔ ممکن ہے کہ اُس شہر کا حاکمِ شرع یہی خیال رکھتا ہو، اگرچہ محققین نے اِسے رَد کردیا۔ توجس فاسق کو معلوم ہو کہ یہاں کے حاکم کا یہ مسلک ہے اس پر بیشک گواہی دینی واجب ہوگی ورنہ نہیں، اور رمضان میں جبکہ عادل و مستور کا ایک حکم ہے، تواِس وجوب میں بھی یکساں رہیں گے۔ رہا عادِل، جب وُہ دائم المقبول ہے تواُس پر وجوب بھی مطلقاً ہے یعنی رمضان ہو خواہ عیدالفطر خواہ عیدالاضحٰی،

يلزم العدل ان يشهد عند الحاكم فى ليلة رؤيته كيلا يصبحوا مفطرين[6] وهى من فروض العين واما الفاسق ان علم ان الحاكم يميل الى قول الطحاوى و يقبل قوله يجب عليه، واما	عادِل پر لازم ہے کہ اس نے جس رات چاند دیکھا ہے اسی رات حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ لوگ صبح کو بے روزہ نہ اُٹھیں، اور یہ گواہی فرض عین ہے، اور فاسق اگر جانتا ہے کہ حاکم کا میلان طحاوی کے قول کی طرف ہے اور اس کا قول قبول کرلیتا ہے تواس پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تفقها هذا والذى قبله فى هلال ذى الحجة ليس مايتفكر فان امثال ذلك تلتحق على وجه دلالة النص وهو مما يشترك فيه الفقهاء والعوام كما نص عليه العلامة ط وغيره ۱۲ (م)

کا اضافہ کیا ہے یہ اور اس سے پہلے ذوالحج کے چاند میں تفکر کی ضرورت نہیں کیونکہ اس طرح کے معاملات بطور دلالۃ النص ملحق ہوجاتے ہیں اور اس میں فقہاء اور عوام دونوں مشترک ہیں جیسا کہ اس پر علامہ طحطاوی وغیرہ نے تصریح کی ہے ۱۲ (ت)

عـــہ۱: قلت مرتکب کبیرہ نہ ہوا قول ارتکاب کبیرہ میں اصرار صغیرہ بھی آگیا کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے اما قول العلماء هو ترك الكبائر والاصرار على الصغائر الخ فارادوا الايضاح لا التتميم كما لا يخفى (رہا علماء کا یہ قول کہ کبائر کا ترک اور صغائر پر اصرار الخ تو اس سے مراد وضاحت ہے نہ کہ تکمیلِ تعریف، جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت)

عـــہ۲: قلت خفیف الحرکات نہ ہو جیسے بازار میں کھاتے پھرنا یا شارع عام چلنے پر راہ میں پیشاب کو بیٹھنا ۱۲ (م)

[6] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یثبت بہ الہلال نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۵۸

المستور ففیه شبهة الرویتین[7](ش عن الحلوانی) اقول: واذقد تقرر قبول المستور کما سیأتی فارتفع النزاع وقد افاد بمفهوم الشرح ان الفاسق لایجب علیه ان لم یعلم ذلك وهو الذی افاد(در) عن البزازی ونبه علیه(ش)۔	گواہی دینا واجب ہے۔ رہا مستور الحال شخص تو اس کے بارے میں دو۲ روایات کا شبہ ہے(ش عن الحلوانی) **اقول**: جب مستور کے قول کا مقبول ہونا ثابت ہے جیسا کہ عنقریب آرہا ہے تو نزاع ختم ہوگیا اور مفہوم شرح سے یہ واضح ہوا ہے اگر فاسق اس معاملہ کو نہ جانتا ہو تو اس پر گواہی لازم نہیں، یہ وُہ ہے جو (در) نے (بزازی) سے افادہ کی اور اس پر تنبیہ کی (شامی) نے۔(ت)

پھر وجوب کا سبب یہ ہے کہ اگر دیکھنے والے نے اسی شب گواہی نہ دی تو ہلال رمضان میں صبح کو لوگ بے روزہ اٹھیں گے اور ہلال فطر میں روزہ دار۔ اور یہ دونوں ناروا جس کا الزام گواہی نہ دینے والے پر ہوگا۔

فان تاخیر الحجة عن وقت الحاجة اثم، وقد قال تعالٰی وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ[8]	کیونکہ ضرورتِ وقت سے گواہی میں تاخیر گناہ ہے، اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: گواہی کو مت چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے۔(ت)

اقول: مگر ہلال ذی الحجہ میں آٹھویں تک کوئی حاجت ایسی نہیں جو بوجہ تاخیر خلل پذیر ہو۔ بس یُوں معلوم ہو جانا چاہئے کہ فجر عرفہ سے لوگ تکبیر میں مشغول ہوں اور حجاج سامان وقوف کریں،

فان اخّر الی هذا فلا یؤخّر وقت الحاجة ط انما کان الاثم به. فلیکن التاخیر الی هنا سابغًا هذا ماقلته تفقّها فلیحرّر۔	پس اگر یہاں تک مؤخر کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں، لیکن وقت حاجت سے مؤخر نہ کرے، ط۔ کیونکہ اس سے گنہ گار ہوگا تو یہاں تاخیر سات ذوالحجہ تک ہو سکتی ہے۔ یہ بندہ نے بطور استخراج کہا ہے، اسے محفوظ کیجئے۔(ت)

(م) نمبر۵: ہلال دیکھنے والے عادل پر مطلقًا اور مستور پر رمضان میں، اور فاسق پر جب سمجھے کہ حاکم میری گواہی مان لے گا، واجب ہے کہ رمضان و عید الفطر میں اسی شب، اور ذی الحجہ میں آٹھویں تک حاکمِ شرع کے پاس حاضر ہو کر رؤیت پر گواہی دے۔

---

[7] ردالمحتار کتاب الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۹۱

[8] القرآن ۲/۲۸۳

(م) نمبر۶: یہاں تک زن پردہ نشین نکلے اگرچہ شوہر اذن نہ دے، اگرچہ کنیز اجازتِ مولٰی نہ پائے۔ اگر سمجھیں کہ ثبوتِ رؤیت ہم پر موقوف ہے ورنہ یہ نکلنا ناجائز ہوگا۔

(ش) نمبر۶: یجب علی الجاریة المخدرة ان تخرج فی لیلتھا۔[9] (د) (درمختار) ای لیلة الرؤیة [10] (ش) بلا اذن مولاھا وتشھد کما فی الحافظیة[11] (د) وکذا یجب علی الحرة ان تخرج بلا اذن زوجھا کذا غیر المخدّرة والمزوجة بالاولی[12] (ش) محله اذا تعیّنت للشھادة و الا حرم علیھا[13] (طط)	پردہ نشین لونڈی پر اس رات نکلنا لازم ہے۔ (د) سے مراد در مختار ہے یعنی چاند رات۔ (ش) سے مراد شامی ہے یعنی اپنے مولٰی کی اجازت کے بغیر نکلے اور گواہی دے جیسا کہ حافظیہ میں ہے (د) اسی طرح آزاد عورت پر بھی بلا اجازتِ خاوند نکلنا لازم ہے، اسی طرح وُہ لونڈی جو پردہ نشین نہ ہو اور وُہ عورت جو منکوحہ نہ ہو ان کا نکلنا تو بطریقِ اولٰی ہوگا (ش) یہ اس وقت ہے جب شہادت کے لیے اس کا تعیّن ہو ورنہ اس کا نکلنا حرام ہوگا (طط)۔ (ت)

یہ حکم اس صورت میں ہے جب خاص اِنہی لوگوں پر گواہی متعین ہو ورنہ پردہ نشین کو جانا یا عورت کو بے اذنِ شوہر یا غلام و کنیز کو بے اجازتِ مولٰی نکلنا روا نہیں،

قال ط (الطحاوی) والظاھر ان محل ذٰلك عند توقف اثبات الرؤیة والافلا[14] (ش)	طحاوی نے فرمایا: ظاہر یہی ہے کہ اس کی ضرورت اس وقت ہے جب رؤیتِ چاند کا اثبات ان پر موقوف ہو ورنہ ضروری نہیں (ش) (ت)

(م) نمبر۷: جہاں ریاستیں اسلامی ہیں اُن بلاد میں جو عالمِ دین سُنّی المذہب سب سے زیادہ علمِ فقہ رکھتا ہو وہ بحکمِ شرع سردارِ مسلمانان ہے، مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنی دینی باتوں میں اُسی کی طرف رجوع کریں اور اُس کے فتووں پر عمل کریں، تو چاند دیکھنے پر بھی واجب ہے کہ اُس شب اُس کے حضور ہو کر ادائے شہادت کرے۔

---

[9] درمختار کتاب الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۴۸

[10] ردالمحتار کتاب الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۹۱

[11] درمختار کتاب الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۴۸

[12] ردالمحتار کتاب الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۹۱

[13] طحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۳۵۸

[14] ردالمحتار کتاب الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۹۱

(ش) نمبر ۷: علّامہ عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

وفی العتابی اذاخلاالزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامورمؤکلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیھم۔[15]	عتابی میں ہے کہ جب دَور ایسے بادشاہ سے خالی ہو جو صاحبِ قدرت ہو تواس وقت امور علماء کے سپرد ہوں گے اور اُمت پر لازم ہے کہ اس وقت وہ علماء کی طرف رجوع کرے۔ (ت)

اسی میں ہے:

المتبع اعلمھم فان استووااقرع بینھم۔[16]	علماء میں جو سب سے زیادہ صاحبِ علم ہوگا لوگ اُس کی اتباع کریں، اگر علم میں برابر ہوں توان میں قرعہ ڈال لیں۔ (ت)

تنبیہ: آج کل اسلامی ریاستوں میں بھی قضاۃ وحکام اکثر بے علم ہوتے ہیں، توعالمِ دین اُن پر بھی مقدّم۔ اور وقتِ اختلاف فتوٰی عالم پر ہی عمل واجب۔

حکایت: امام الحرمین ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے زمانے میں بادشاہِ وقت کے یہاں ۲۹ کے ہلال پر گواہیاں گزریں۔ بحکم سلطان اعلان ہوا کہ کل عید ہے، یہ خبر امامِ الحرمین کو پہنچی۔ گواہیاں قابلِ قبول نہ تھیں، امام کے حکم سے معًا دوسرا اعلان ہوا کہ بحکم امام ابوالمعالی کل روزہ ہے۔ صبح کو تمام شہر روزہ دار اٹھا۔ حاسدوں نے یہ خبر خوب رنگ کر بادشاہ تک پہنچائی کہ اگر امام چاہیں تو سلطنت چھین لیں۔ ملاحظہ ہو کہ اُنہیں کا حکم مانا گیا اور حکمِ سلطان کی کچھ پروانہ ہُوئی۔ بادشاہ نے برافروختہ ہو کر چوب دار بھیجے کہ جیسے بیٹھے ہیں تشریف لائیں۔ امام ایک جبّہ پہنے تھے، ویسے ہی دربار میں رونق افروز ہوئے، اشتعال شاہی دوبالا ہوا کہ لباس درباری نہ تھا سوال کیا، فرمایا، اطاعتِ اولوالامر واجب ہے۔ حکم تھا جیسے بیٹھے ہیں آئیں، میں یُوں ہی بیٹھا تھا چلاآیا، کہا اعلان خلاف پر کیا باعث تھا؟ فرمایا: انتظامِ دنیا تمہارے سپرد ہے اور انتظامِ دین ہمارے متعلق۔ بادشاہ پر ہیبتِ حق طاری ہُوئی۔ باعزاز تمام رخصت کی اور بدگویوں کو سزادی۔

تنبیہ: علمِ دین فقہ وحدیث ہے منطق وفلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں، یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں، توجو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالمِ دین ہے، اگرچہ دُوسرا حدیث وتفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو پھر بھی عالمِ دین نہ ہوگا مگر سنی المذہب کہ فاسد العقیدہ جہل مرکب میں گرفتار جو جہل بسیط سے ہزار درجہ بدتر، خصوصًا غیر مقلدین کہ

---

[15] الحدیقۃ الندیہ النوع الثالث فی المندوب الیہا مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱ /۳۵۱

[16] الحدیقۃ الندیہ النوع الثالث فی المندوب الیہا مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱ /۳۵۱

فقہ وفتوٰی میں ان پر اعتماد تو ایسا ہے جیسے چور کو پاسبان بنانا۔

(م) نمبر۸: جہاں کوئی عالم بھی نہ ہو مجمع مسلمین مثلاً مسجد جامع وغیرہ میں گواہی دیں۔

(ش) نمبر۸: وان لم یوجد حاکم یشھد فی المسجد (جا)[17] جامع الرموز **قلت:** انما خص المسجد له بمحل الاجتماع و انما المقصود الاعلان لیحصل حیثما وجد وامجتمعین کما لایخفی۔	اگر حاکم موجود نہ ہو تو وہ مسجد میں گواہی دے (جامع الرموز) **قلت:** خاص مسجد کا ذکر اس لیے کہ وُہ محلِ اجتماع ہے اور مقصود اعلان ہوتا ہے تاکہ اعلان ایسی جگہ ہو جائے جہاں لوگ جمع ہوں، جیسا کہ مخفی نہیں (ت)

(م) نمبر۹: جو بلاعُذر گواہی دینے میں تاخیر کرے گا پھر کہے گا میں نے دیکھا تھا اُس کی گواہی مردود ہوگی۔

(ش) نمبر۹: عذر کی صورت یہ کہ مثلاً شہر میں نہ تھا، دیہات میں دیکھا، وہاں سے اب آیا ہے، تو اس کی گواہی سُن لیں گے، اور تاخیر سے وہی مراد کہ وقت حاجت کے بعد پھر نہ اُٹھار کھے ہلال رمضان وعید الفطر میں پہلی ہی شب ہے۔

شھد وافی اٰخر رمضان عـــہ برؤیۃ ھلالہ قبل صومھم بیوم ان کانوا فی المصر ردّت لترکھم الحسبۃ وان جاء وامن خارج قبلت من الفتح (ش)[18]	گواہوں نے رمضان کے آخری دن گواہی دی کہ انہوں نے اہلِ شہر کے روزہ شروع کرنے سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا، اگر وُہ گواہ شہر کے رہنے والے ہوں تو گواہی مسترد ہوگی کیونکہ انہوں نے گواہی میں تاخیر کی ہے اور اگر وُہ خارج شہر سے آئے ہوں تو ان کی گواہی مقبول ہوگی، یہ فتح سے شامی میں ہے۔(ت)
(ح) عـــہ نمبر۹: قولہ فی اٰخر رمضان، اقول من احاط بالدلیل علم ان الاٰخر لیس بقید بل لو شھد وامن غد بعد ما اصبح الناس مفطرین انارأینا الھلال البارحۃ وکانوا فی المصر ولاعذر فسقواو ردت شھادتھم لترکھم الحسبۃ وقد علمت ذٰلک من نص العلماء ان الشھادۃ من	قولہ فی اٰخر رمضان ۔**اقول:** جس شخص نے دلیل کو خُوب جان لیا ہے اس پر واضح ہوگا کہ "الاٰخر" کا لفظ قید نہیں بلکہ اگر انہوں نے اس دن سے دوسرے دن گواہی دی جب لوگ صبح بے روزہ اُٹھے، اُنہوں نے کہا ہم نے گزشتہ رات چاند دیکھا اور وہ شہر کے رہنے والے تھے اور عذر بھی کوئی نہ ہو تو وُہ فاسق قرار پائیں گے ان کی گواہی مسترد ہوگی کیونکہ انہوں نے ذمہ داری کی خلاف ورزی

17 جامع الرموز کتاب الصوم مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۳۵۴

18 ردالمحتار کتاب الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۹۱

فروض العین وانھا تجب فی لیلۃ الرؤیۃ حتی تخرج المخدرۃ والمنکوحۃ بدون اذن زوجھا وموالاھا[19]ا ھ (ملخصًا)	کی ہے اور آپ یہ بھی جان چکے کہ علماء نے تصریح کی ہے کہ شہادت فرضِ عین ہے اور یہ چاند دیکھنے والی رات میں ہی گواہی دینا لازم ہے حتی کہ پردہ نشین اور منکوحہ خواتین پر بغیر اجازت خاوند اور مولٰی کے (چاند دیکھنے کے لیے نکلنا لازم ہے)۔(ت)

(م) نمبر ۱۰: جب چاند پر نظر پڑے اور دیکھنے والوں کی گواہی کفایت نہ کرتی ہو، فورًا جہاں تک بن پڑے ایسے مسلمانوں کو دکھادیں، جن کی گواہی کافی ہو، اور ویسے بھی دکھادینا چاہئے کہ کثرت بہرحال بہتر ہے۔

(ش) نمبر ۱۰: اقول: اگر مطلع صاف نہیں، دفعتا ابر ہٹا اور اسے چاند نظر پڑا، اب یہ اس قابل نہیں کہ اس کی گواہی مسموع ہو، خواہ فاسق ہے یا مستور یا اکیلا یا صرف عورتیں یا غلام ہیں اور ہلال ہلالِ عیدین تو ان لوگوں کا دیکھنا کافی نہ ہوگا۔ اور عجب نہیں کہ ابر پھر آجائے۔ لہٰذا نہایت تعجیل کرکے ایسے معتمد مسلمانوں کو دکھادے جن کی گواہیاں کفایت کرجائیں قال اللہ تعالٰی وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی[20] (اللہ تعالٰی کا فرمانِ مبارک ہے۔ نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔ت) اِس صورت میں توبشرط قدرت معتمدین کو دکھانا لازم ہونا چاہئے، اور اگر ایسا نہیں بلکہ خود اُن کی گواہی بس ہے، تاہم اوروں کا دکھانا اچھا ہی ہے کہ کثرتِ شہود بہرحال بہتر ہے عجب کیا کہ یہ اپنے نزدیک اپنی گواہی کافی سمجھیں اور حاکمِ شرع کو کسی وجہ سے اعتبار نہ آئے تو اور شہود کی حاجت پڑے ھذا کلہ ما ذکرتہ تفقّھا وارجوان یکون حسنًا اِن شاء اللہ تعالٰی (بندہ نے یہ تمام بطور استنباط کہا ہے اور امید ہے یہ اِن شاء اللہ درست ہوگا۔ت)

(م) نمبر ۱۱: جس شام احتمالِ ہلال ہو جب تک حکم حاکمِ شرعی فتوی عالمِ دین نہ ہو ہرگز ہرگز کسی وجہ سے بندوقیں یا آواز کی آتش بازی اپنے دنیوی کاموں کے لیے بھی ہرگز نہ کریں۔

(ش) نمبر ۱۱: اصطلاح یُوں ٹھہری ہُوئی ہے کہ جہاں اسلامی ریاست ہے بعد تحقیق ہلال توپ کے فَیر ہوتے ہیں اور شہروں میں بندوقیں یا ہوائیاں وغیرہ چھوڑتے ہیں، اب اگر ثبوت شرع ہوگیا اور حاکمِ شرع نے بھی حکم دے دیا جب تو یہ فعل مستحسن ہے کہ ایک نیتِ صالحہ سے کیا جاتا ہے اور آتشبازی کا ناجائز ہونا بوجہ اضاعت مال تھا، یہاں جاری نہیں کہ بعد غرض محمود کے اضاعت کہاں۔ ورنہ دو۲ صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اعلانِ ہلال کے سوا اور کسی وجہ سے یہ فعل کریں، مثلاً دوست کے گھر بیٹا پیدا ہُوا، بندوقیں سرکیں، یا خالی بیٹھے مال ضائع کرنا چاہا، ہوائیاں،

[19] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یثبت بہ الھلال نور محمد کارخانہ کتب کراچی ص ۳۵۸، ردالمحتار کتاب الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۹۱/۲

[20] القرآن ۲/۵

ناٹریاں، تومڑیاں چھوڑیں۔ یہ ممنوع ہے کہ اس میں مسلمانوں کو دھوکا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں نے جو اپنے جاہلانہ مسئلوں سے بے حکمِ حاکم وفتوٰی عالم اپنے نزدیک رؤیت کی خبر ٹھیک جان کر پٹاخہ بازی شروع کردی۔ اور یہ بھی زیادہ ناجائز وحرام ہے کہ منصب رفع شرع پر جرأت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افتوا بغیر علم فضلّوا واضلّوا۔[21] وعنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اجئر کم علی الفتیا اجئر کم علی النار۔[22] ھذا کلہ ایضًا تفقھًا، ولااظن احد ا یخالف فیہ۔ واللہ الھادی للصواب۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو بغیر علم کے فتوٰی دیں گے خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ بھی فرمانِ مبارک ہے: تم میں سے جو فتوٰی دینے میں زیادہ جرأت کرے گا وہ جہنم میں جانے میں زیادہ جرأت مند ہوگا۔ یہ تمام بھی بطور استخراج ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اس میں کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔ اللہ ہی صواب کی طرف رہنمائی فرمانے والا ہے۔ (ت)

(م) نمبر ۱۲: ہلال دیکھ کر اس کی طرف اشارہ نہ کریں۔ **(ش) نمبر ۱۲:** کہ افعالِ جاہلیت سے ہے،

تکرہ الاشارۃ الی الھلال عند رؤیتہ لانّہ فعل اھل الجاھلیۃ[23] (فتح القدیر)	چاند دیکھنے پر اس کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اہلِ جاہلیت کا عمل ہے (فتح القدیر) (ت)

(م) نمبر ۱۳: ہلال دیکھ کر منہ پھیرلے۔ **(ش) نمبر ۱۳:** اقول حدیث میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا رأی الھلال صرّف وجھہ عنہ۔[24] رواہ ابوداؤد عن قتادۃ مرسلا ولاشواھد وسندہ ثقات۔	حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے اپنا منہ (مبارک) اس کی طرف سے پھیر لیتے۔ اسے ابوداؤد نے حضرت قتادہ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور اس کا شاہد کوئی نہیں اور اس کی سند ثقہ ہے (ت)

---

21 صحیح مسلم باب رفع العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۰/۲

22 سنن الدارمی باب الفتیا حدیث ۱۵۹ نشر السنۃ ملتان ۵۳/۱

23 فتح القدیر فصل فی رؤیۃ الہلال، نوریہ رضویہ سکھر ۲۴۳/۲

24 سُنن ابی داؤد کتاب الادب باب مایقول الرجل اذا رای الہلال آفتاب عالم پریس لاہور ۳۳۹/۲

شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ شر کی چیز ہے افادہ المناوی فی التیسیر[25] (مناوی نے تیسیر میں افادہ کیا۔ت)

اقول: یا یہ کہ کفار نے اُس کی عبادت کی اور شرع میں اُسے دیکھ کر اللہ جل جلالہ سے دُعا کرنی آئی، تو پسندیدہ ہُوا کہ منہ پھیر کر کی جائے تاکہ کفار سے مشابہت نہ لازم آئے۔واللہ و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(م) نمبر۱۴: یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ فلاں چاند تلوار پر دیکھے فلاں آئینے پر۔ یہ سب جہالت وحماقت ہے، بلکہ حدیث میں جو دُعائیں فرمائیں وُہ پڑھنی کافی ہیں۔

(ش) نمبر۱۴: حدیث میں رؤیتِ ہلال کی بہت دُعائیں عــــہ۱ آئیں، بعض حصنِ حصین میں مذکور ہیں۔

(ح) عــــہ۲ نمبر۱۴: فقیر غفراللہ تعالٰی لہ جہاں تک اس وقت اپنی نظر میں ہیں تمام ادعیہ حدیث کو مع اشارہ رموز مخرجین جمع کرتا ہے وباللہ التوفیق:

(می) اللہ اکبر اللہ اکبر الحمدللہ لاحول ولا قوّۃ اِلّا باللہ۔ اللھم انی اسئلك من خیر ھذاالشھر اعوذبك من شرّالقدر ومن شریوم المحشر۔[26] (اطب)عن عبادہ بن الصامت، ھلال خیر ورشد امنت بالذی خلقک۔[27] (د) عن قتادۃ بلاغا، اللھم انی اسئلك من خیرھذا(۳) اللھم انی اسئلك من خیرھذا الشھر وخیر القدر واعوذ بك من شرہ[28] (۳) (طب) عن رافع بن خدیج باسناد حسن اللھم	(می) اللہ اکبر اللہ اکبر ، الحمد للہ، برائی سے پھرنے اور نیکی کی طاقت اللہ تعالٰی کی توفیق کے بغیر نہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس ماہ میں خیر مانگتا ہوں اور شر تقدیر اور شر قیامت سے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ (اطب) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے اے خیر و رشد کے چاند، میں تیرے پیدا کرنے والے پر ایمان رکھتا ہوں۔ (د) حضرت قتادہ سے مرسلاً مروی ہے اے اللہ! میں تجھ سے اس میں خیر مانگتا ہوں۔ (۳) اے اللہ! میں تجھ سے اس ماہ کی اور تقدیر کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں (۳) (طب) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ مروی ہے: اے اللہ!
اھلّہ علینا بالیمن والایمان والسلامۃ والسّلام۔ [29] (اق ت ك حب) عن طلحۃ بن عبید اللہ باسناد حسن ، والتوفیق لما تحب وترضی۔ [30] حب عن	اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور امن والا بنادے۔ (اق ت ک حب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے سند حسن کے ساتھ مروی ہے اور اس چیز کی توفیق دے جو تجھے پسند اور تو اس سے راضی ہے(حب) نے طلحہ سے اور (طب) نے حضرت ابن عمر سے

[25] التیسیر تحت حدیث کان اذارای الھلال مکتبۃ الامام الشافعی ریاض سعودیۃ ۲ /۲۴۹

[26] مسند احمد بن حنبل مرویات عبادہ بن الصامت دار الفکر بیروت ۵ /۲۳۹

[27] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب مایقول الرجل اذارای الھلال آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۳۹

[28] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۴۴۰۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۴ /۲۷۶

[29] جامع ترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲ /۱۸۳

[30] الاحسان بترتیب ابن الحبان حدیث ۸۸۵ باب الادعیۃ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۳ /۷۰

طلحة (طب) عن ابن عمر، والسکینة والعافیة والرزق الحسن[31] (سن)عن حدیر السلمی مرسلا، ربی وربك الله۔[32] امی ت ك (حب) عن طلحة طب عن ابن عمر، الحمد لله الذی ذهب بشهر کذا[33]وعن قتادة بلاغاً(سنّ) عن عبد الله بن مطرف اسئلك من خیر هذاالشهرونوره و برکته وهداه وطهوره ومعافاته[34] (سنّ)مثله، اللهم ارزقنا خیره ونصره وبرکته وفتحه ونوره ونعوذبك من شره وشرما بعده[35] (مومص)عن علی موقوفا۔	یہ الفاظ بھی نقل کئے سکون، عافیت اور رزق حسن مانگتا ہوں ، (سن) نے حضرت حدیر السلمی سے مرسلاً روایت کیا میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے (امی ت ک حب) نے حضرت طلحہ سے اور طب نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا، تمام حمد اس اللہ کی جو گزشتہ ماہ اسے لے گیا، حضرت قتادہ سے بلاغاً، اور (سن) نے حضرت عبداللہ بن مطرف سے روایت کیا ہے اے اللہ! میں تجھ سے اس ماہ کی خیر، اس کا نور، اس کی برکت، اس کی ہدایت، اس کی طہارت اور عافیت مانگتا ہوں۔

(سن) نے اس کی مثل روایت کیا۔ اے اللہ! ہمیں اس کی خیر، مدد، برکت، رحمت، فتح اور نور عطا فرما اور ہم اس کے اور اس کے مابعد کے شر سے تیری پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ اسے (مومص) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ (ت)

31 عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۶۴۵ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن انڈیا ص ۱۷۵

32 جامع ترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۴۹۸/۲

33 عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۶۴۷ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن انڈیا ص ۱۵۷

34 عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۶۴۷ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن انڈیا ص ۱۵۷

35 المصنف ابن ابی شیبہ حدیث ۹۷۹۶ کتاب الدعوات ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳۹۹/۱۰ - ۴۰۰

(م) نمبر ۱۵: چاند پر جب کبھی نظر پڑے تو اس کے شر سے پناہ مانگے۔
(ش) نمبر ۱۵: ترمذی، نسائی، حاکم اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چاند کو دیکھ کر فرمایا:

یاعائشۃ استعیذی باﷲ من شرھذا، فانّ ھذا ھوالغاسق اذا وقب۔[36]	اے عائشہ ! اللہ تعالٰی کی پناہ مانگ اس شر سے کہ یہی ہے وہ اندھیری ڈالنے والاجب ڈوبے یاگہنائے۔

یعنی قرآن عظیم میں جس غاسق کا ذکر فرمایا وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ[37] اور اس کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم آیا اس سے یہی چاند مراد ہے۔

فصل دوم:

اُن امور میں جن کا دربارہ تحقیق ہلال کچھ اعتبار نہیں، بیس ۲۰ قمر پر مشتمل

(م) قمر انمبر ۱۶: اہل ہیأت کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ عادل ہوں اگرچہ کثیر ہوں، نہ ہی خود اس پر عمل جائز۔ (ش) قمر ۱/۱۶ اہل ہیئت وُہ لوگ جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں، وُہ اپنے حساب [عــہ۱] سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رؤیت ہوگی فلاں مہینہ انتیس ۲۹ کا ہوگا فلاں تیس ۳۰ کا۔ پھر اُن کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے، پر صحیح مذہب میں اُس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ وُہ ثقہ عادل ہوں، اگرچہ اُن کی جماعت کثیر یک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے۔ مثلاً وہ ۲۹ شعبان کو کہیں آج ضرور رؤیت ہوگی کل یکم رمضان ہے۔ شام کو ابر ہوگیا، رؤیت کی خبر معتبر نہ آئی، ہم ہر گز رمضان قرار نہ دیں گے، بلکہ وہی یوم الشك ٹھہرے گا، یا وہ کہیں آج رؤیت نہیں ہوسکتی، کل یقیناً ۳۰ شعبان ہے، پھر آج ہی رؤیت پر معتبر گواہی گزری، فوراً قبول کرلیں گے اور کچھ خیال نہ کریں گے کہ بربنائے ہیئت تو آج رؤیت ناممکن تھی۔ گواہ نے دیکھنے میں غلطی کی، یا غلط کہا، دلیل اس مسئلے اور اکثر مسائل آئندہ کی جو قمر ۵ تک آئیں گے یہ ہے کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صوم وفطر کا حکم رؤیت پر معلّق فرمایا، صحیحین وغیرہما میں بطریق کثیرہ بہت صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

---

[36] جامع ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الفلق، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۴۸۵

[37] القرآن ۱۱۳/ ۳

صوموا الرؤیته وافطر الرؤیته فان اغمی علیکم فاکملوا عدّۃ شعبان ثلثین۔[38]	چاند دیکھ روزہ رکھو، چاند دیکھ کر ختم کرو۔ اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس ۳۰ کی گنتی پُوری کرلو۔ (ت)

پس ہمیں اسی پر عمل فرض ہے، باقی رہا حساب، اسے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یک لخت ساقط کردیا، صاف ارشاد فرماتے ہیں،

انا امیة لا نکتب ولا نحسب الشهر هکذا وهکذا والشهر هکذا وهکذا۔[39] رواہ[عـہ۲] الشیخان ابوداؤد و نسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما۔	ہم اُمّی امّت ہیں، نہ لکھیں نہ حساب کریں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار اُٹھا کر فرمایا مہینہ یُوں اور یُوں اور یُوں ہوتا ہے۔ تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس' اور مہینہ یوں اور یُون ہوتا ہے، ہر بار سب انگلیاں کھلی رکھیں یعنی تیس۔ (اسے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

ہم بحمد اللہ وله المنّة اپنے نبی اُمّی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اُمّی اُمّت ہیں، ہمیں کسی کے حساب کتاب سے کیا کام، جب تک رؤیت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سُنیں' نہ تحریر مانیں، نہ قرائن دیکھیں، نہ اندازًا جانیں۔

لاعبرة بقول الموقتین ولو عدولا' علی المذهب بل فی المعراج' لا یعتبر قولهم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسه وفی النهر' فلا یلزم بقول الموقتین انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة کذاوان کانوا عدولا فی الصحیح کما فی الایضاح اه وفی القنیة عن ابن مقاتل انه کان یسألهم ویعتمد علی قولهم اذا اتفق علیه جماعة منهم ثم نقل عن شرح السرخسی انه بیعد وعن مجد الائمة انه اتفق اصحاب ابی حنیفة الا النادر [عـہ۳]	صحیح مذہب کے مطابق نجومیوں کا قول معتبر نہیں اگرچہ وُہ عادل ہوں، بلکہ معراج میں ہے کہ ان کا قول بالاجماع معتبر نہیں' اور نجومی کو خود اپنے حساب پر عمل کرنا درست نہیں۔ نہر میں ہے نجومیوں کا یہ قول کہ فلاں رات کو آسمان پر چاند نظر آئے گا صحیح روایت کے مطابق ان کے اس قول سے روزہ لازم نہ ہوگا، اگرچہ نجومی عادل ہو جیسا کہ ایضاح میں ہے اھ قنیہ میں ابن مقاتل سے مروی ہے کہ نجومیوں سے سوال کیا جائے اور اگر ان کی ایک جماعت کا اتفاق ہوجائے تو ان کے قول پر اعتماد کیا جائے، پھر شرح سرخسی سے نقل کیا ہے کہ یہ بعید (از قیاس) ہے، مجد الائمہ

[38] صحیح بخاری کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۶/۱

[39] صحیح بخاری کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۶/۱

والشافعی انہ لا اعتماد قولھم [40] ش ملخصاً	سے مروی ہے کہ کچھ شاذ احناف کو چھوڑ کر باقی تمام احناف اور شوافع اس پر متفق ہیں کہ نجومیوں کے قول پر اعتماد نہیں کیا جائے گا" شامی ملخصاً (ت)

تنبیہ: اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ جو بات وہ بطور ہیأت کہیں مقبول نہیں ورنہ اگر شہادت رؤیت ادا کریں تو مثل اور لوگوں کے ہیں، جن شرائط سے اوروں کی گواہی سُنی جاتی ہے اُن کی بھی گواہی قبول ہوگی، پھر اُن کا قابل شہادت ہونا جبھی ہے کہ ہیأت و نجوم کی خلافِ شرع باتوں پر اعتقاد نہ کرتے ہوں صرف صناعی طور پر آسمان کی گردشوں، ستاروں کی چالوں، طلوع و غروب، جوع واستقامت، بطوء و سرعت، قرآن، تسدیس تربیع، تثلیث، مقابلہ، اجتماع وغیرہ سے بحث کرتے ہوں، ورنہ مثلاً امورِ غیب پر احکام لگانا سعد و نحس کے خرخشے اٹھانا، زائچہ کے راہ پر چلنا چلانا، اوتاد اربع، طالع رابع، عاشر، سابع پر نظر رکھنا زائلہ مائلہ کو جانچنا پرکھنا، شرعاً ہجر ہے۔ اور اعتقاد کے ساتھ ہو تو قطعاً کفر، **والعیاذ باللہ رب العالمین**۔ اسی قبیل سے ہے ان کا کہنا کہ فلاں دن رؤیت واجب ہے فلاں دن محال۔ اگر وجوب واستحالہ عادی مراد لیتے ہیں تو خیر کہ سنۃ اللہ کیلئے تبدیل نہیں، ورنہ حقیقی و عقلی کا قصد معاذاللہ کُھلا ہوا کفر ہے۔ **اعاذنا اللہ بمنہ العظیم** ، اٰمین (اللہ تعالٰی اپنے بڑے احسان پر ہمیں محفوظ رکھے، آمین۔ت)

اہل تخجیم میں قرار پایا ہے کہ جب تک چاند آٹھ درجے آفتاب سے دور نہیں ہوتا ہر گز نظر نہیں آتا **صرح بہ الفاضل الرومی** (اس پر فاضل رومی نے تصریح کی ہے۔ت) اور جب ۱۲ درجے جُدا ہوتا ہے ضرور نظر آتا ہے **نص علیہ علامۃ الشریف** (علامہ شریف نے اس پر نص کی ہے۔ت) پھر وُہ ۲۹ تاریخ مغرب کی تقویم یعنی اُس وقت فلک بروج سے شمس و قمر کے مواضع نکال کر فصل دیکھتے ہیں اگر آٹھ درجے سے کم پایا حکم لگادیا کہ آج رؤیت ہر گز نہ ہوگی اور ۱۲ یا ۱۲ سے زائد دیکھا تو جزم کردیا کہ ضرور ہوگی، اور اس کے مابین معلوم ہوا تو رؤیت ہلال مشکوک رکھتے ہیں، پھر منجمان ہند کی ادا کچھ نرالی ہے۔ فقیر نے بارہا دیکھا کہ ۲۹ کی مغرب کو قمر ۱۲ درجے سے بہت زیادہ دُور ہے پھر بھی اُنہوں نے کل کی رؤیت رکھی۔ خیر یہاں یہ کہنا ہے کہ حکمائے یُونان اُن کے قواعد وضع کرچکے خود بھی ان پر مطمئن نہیں، تصریح کرتے ہیں کہ احوال قمر کا آج تک انضباط نہ ہُوا پھر ایسے شاک وشاک فی انہ شاک بات کا کیا اعتبار،

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۲﴾ سُبْحٰنَكَ [41] اقول: و	پاک ہے تیری ذات ہمیں علم نہیں مگر اتنا جو تُو نے ہمیں سکھایا، بلاشبہ تُو ہی جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے

[40] ردالمحتار کتاب الصوم مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۱۰۰

[41] القرآن ۲/ ۳۲

وبھذا یردما اعتمدہ الامام السبکی من الشافعیۃ وصوبہ الزرکشی منھم وجنح الیہ بعض منّا من جوزالاعتماد علٰی قولھم بناءً علی ان الحساب قطعی والشھادۃ ظنّی قلنا ھذا الحساب ایضا لیس من القطع فی شئی کما علمت واحتمال الغلط لیس باقل من احتمالہ فی خبر العدل والشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد الغی الحساب ونزل الشھادۃ بمنزلۃ الیقین وبالجملۃ فالمذھب عدم جواز الاعتماد علیھم اصلا ۱۲۔	اقول اس سے اس کا رَد ہو جاتا ہے جس پر شوافع میں سے امام سبکی نے اعتماد کیا ہے اور ان میں سے زرکشی نے اس کی تصویب کی۔ اور ہم احناف میں سے بعض نے ان کی طرف جھکاؤ کیا کہ ان کے قول پر اعتماد جائز ہے اس بناء پر کہ حساب قطعی ہوتا ہے اور شہادت ظنی۔ ہم کہتے ہیں کہ حساب بھی کسی معاملہ میں قطعی نہیں جیسا کہ آپ جان چکے، اور غلطی کا احتمال خبر عادل میں احتمال سے کم نہیں، اور شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حساب کو لغو قرار دیا اور شہادت کو بمنزل یقین فرمایا، الغرض مذہب صحیح یہی ہے کہ اہل، توقیت (نجومیوں) پر اعتماد جائز نہیں (ت) اسے بخاری نے کتاب الصوم میں روایت کیا ہے اور باب کا نام "حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم نہ لکھیں اور نہ حساب کریں" فاضل مرحوم عبدالحہ لکھنوی کا "القول المنشور" میں اسے صرف مسلم کی طرف منسوب کرنا قلّتِ مطالعہ ہے ۱۲ (ت) **اقول**: یہاں حرف استثناء لفظ شافعی کے بعد ہونا چاہئے کیونکہ ان میں سے کچھ حضرات نے اہلِ ہیئت پر اعتماد کیا ہے جیسا کہ آپ سُن چکے ہیں۔ (ت)
(ح) ۱/ ۱۶: عــــہ۲ :قدرواہ البخاری فی کتاب الصوم وعقدلہ، باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانکتب ولانحسب، فقصر الفاضل المرحوم عبدالحی اللکھنوی فی "القول المنشور" عزوہ علی مسلم تقصیر ۱۲۔	
(ح) ۱۶/۱: عــــہ۳: **اقول**: الاولٰی تاخیر الاستثناء بعد الشافعی لان من اصحابہ ایضامن اعتمد علیھم کما سمعت ۱۲۔	

(م) قمر ۲ :اخیر میں دو ایک رات ضرور بیٹھتا ہے **نمبر ۱۷** پر شریعت میں اس پر مدارِ حکم نہیں۔

(ش) قمر ۲/ ۱۷: مہینہ انتیس کا ہوتا ہے تو ایک رات بیٹھتا ہے، تیس کا ہو تو دو رات، پھر آج صبح کو طلوعِ شمس سے پہلے چاند جانبِ شرق نظر آیا تھا اور آج شام کی نسبت شہادت شرعی رؤیت پر گزری، بلاشُبہ قبول کی جائے گی اور یہ لحاظ نہ ہوگا کہ آج صبح تک تو چاند موجود تھا بن ڈوبے کیونکر ہلال عــــہ ہوگیا۔

روی یوم التاسع والعشرین قبل الشمس	طلوع شمس سے پہلے انیتسویں دن کو چاند دیکھا گیا

ثم رؤی لیلۃ الثلاثین بعد الغروب و شھدت بینۃ شرعیۃ بذلك فان الحاکم یحکم برؤیتہ لیلا کما ھو نص الحدیث ولا یلتفت الی قول المنجّمین انہ لا یمکن رؤیتہ صباحًا ثم مساء فی یوم واحد، کیف وقد صرحت ائمۃ المذھب الاربعۃ بان الصحیح انہ لا عبرۃ بقول المنجمین [42] ش ملخصا۔	طلوع شمس سے پہلے انیتسویں دن کو چاند دیکھا گیا پھر غروب کے بعد تیسویں رات کو دیکھا گیا اور اس پر شرعی گواہی بھی ہُوئی تو حاکم رات کی رؤیت پر فیصلہ دے جیسا کہ اس پر حدیث میں تصریح ہے اور اہل نجوم کے اس قول کی طرف توجہ نہ کرے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی دن میں چاند صبح اور شام دکھائی دے، یہ کیوں نہ ہو، حالانکہ ائمہ مذاہب نے تصریح کی ہے کہ صحیح مذہب یہی ہے کہ اہلِ نجوم کے قول کا اعتبار نہیں، شامی ملخصًا (ت)

(ح) ۱۷/۲: عــہ چاند سورج دونوں کی اپنی چال مغرب سے مشرق کو ہے، اور حرکتِ یومیہ جس کے بسبب طلوع و غروب روزانہ ہوتا ہے مشرق سے مغرب کو تو چاند صبح کے وقت جب ہی نظر آئیگا کہ سورج کے پیچھے ہو یعنی جانب مغرب ہٹا ہوا ہو کہ اگر جانبِ مشرق بڑھا ہو تو آفتاب اس سے پہلے طلوع کرے گا، صبح کے وقت چاند آفتاب سے بھی زیادہ زیرِ زمین اترا ہوگا نظر کیونکر آئے، اور جب پیچھے ہے تو افقِ مشرق پر سورج سے پہلے چمک آئیگا، آفتاب ہنوز زیرِ زمین ہوگا، تو نظر آسکتا ہے بشرطیکہ ۸ درجے سے کم نہ ہو، ورنہ اتنے قرب میں سورج کی شعاعیں اُسے چُھپالیں گی، نظر کام نہ کرسکے گی۔ اسی طرح شام کو مغرب میں جب ہی نظر آتا ہے کہ سورج کے آگے یعنی جانبِ مشرق بڑھا ہو کہ اگر جانبِ مغرب ہٹا ہوگا تو سورج سے پہلے ڈوب جائے گا، اور جب آگے ہے تو افقِ غربی پر بعد غروب آفتاب باقی رہے تو نظر آنا ممکن بشرطیکہ آٹھ درجہ سے کم فصل نہ ہو۔ جب یہ بات سمجھ لی تو اگر آج صبح کو نظر بھی آئے پھر شام کو ہلال بھی ہو تو لازم ہے کہ صبح کو آٹھ درجے پیچھے تھا شام کو لااقل آٹھ درجے آگے ہوگیا، چار پہر میں سولہ درجے طے کرگیا، حالانکہ وہ کبھی آٹھ پہر کامل میں بھی اتنا نہیں چلتا اس وجہ سے ہیأت والے اجتماع رؤیتِ صبح و شام کو ناممکن کہتے ہیں، مگر جب ثبوت شرعی ہو تو انکار کا کیا یارا، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (بلاشبہ اللہ تعالٰی ہر شیئ پر قادر ہے۔ت)

(م) قمر ۳ نمبر ۱۸: انتیس ۲۹ رات کی صبح کو چاند نظر نہیں آتا، شرع اِسے بھی نہیں سنتی۔

(ش) ۱۸/۳: یہ دعوی دعوی اول سے اخصّ ہے وہاں دو ایک رات بیٹھنا تھا، عام ازیں کہ ۲۹ کو ڈوبے یا ۳۰ کو، یہاں خاص دعوی ہے کہ ۲۹ کو ضرور ڈوبتا ہے، شرع میں اس پر بھی لحاظ نہیں۔ مثلاً ۲۹ شعبان

[42] ردالمحتار کتاب الصوم مصطفی البابی مصر ۲ / ۱۰۴

روز یکشنبہ کو شام کے وقت ابر تھا، گواہانِ شرعی نے رؤیت بیان کی، صبح کو رمضان ٹھہرا، اب جو گنتی ہوئی آئی تو ۲۹ رمضان دوشنبہ کو طلوع شمس سے پیشتر چاند موجود تھا، اس پر کوئی خیال کرے دوشنبہ کی پہلی ہوئی تو آج ۲۹ کو چاند صبح کے وقت کیونکر نظر آتا، ضرور ہے کہ گواہوں نے غلطی کی شعبان ۳۰ کا ہُوا، آج ۲۸ ہے ابر ہُوا تو اسی حساب پر رمضان کے ۳۰ پُورے ہوں گے، تو یہ خیال محض غلط ہوگا بلکہ وہی دوشنبہ کی ۲۹ ٹھہرے گی او اسی پر بناء احکام رہے گی والدلیل علی ذلک مع السند قد انطوی فیما قد منا (اور اس پر دلیل مع سند ہماری سابقہ گفتگو میں آچکی ہے۔ت)

(م) قمر ۴ نمبر ۱۹: دن کو دوپہر سے پہلے چاند جب ہی نظر آتا ہے کہ شبِ گزشتہ ہلال ہوچکا ہو، پر صحیح مذہب میں اس کا بھی لحاظ نہیں۔

(ش) ۱۹/۴: یعنی مثلاً پنجشنبہ ۲۹ شعبان یا ۲۹ رمضان کو ابر تھا رؤیت نہ ہوئی جمعہ کی دوپہر سے پہلے چاند نظر آیا تو اگرچہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ شبِ جمعہ میں ہلال ہوگیا، ورنہ دوپہر سے پہلے نظر نہ آتا۔ تو آج پہلی ہونی چاہئے۔ مگر صحیح مذہب میں اس کا کچھ لحاظ نہ ہوگا اور آج تیس ہی ٹھہرے گی۔

رؤیته بالنهار للیلة الاٰتیة مطلقا علی المذهب ذکره الحدادی(ای سواء روی قبل الزوال او بعده علی المذهب الذی هو قول ابی حنیفة و محمد[43] (ملخصا)(ش) اوجب الحدیث ای قوله علیه الصلٰوة والسلام صوموالرؤیته وافطر والرؤیته.فوجب فسبق الرؤیة علی الصوم و الفطر و المفهوم المتبادر منه الرؤیة عند عشیة اٰخرکل شهر عند الصحابة والتابعین ومن بعدهم بخلاف ماقبل الزوال من الثلثین و المختار	دن کو دیکھا جانے والا چاند مذہب صحیح کے مطابق ہر حال میں آئندہ رات کا شمار ہوگا۔ اسے حدادی نے ذکر کیا مذہب صحیح جو امام اعظم اور امام محمد کا مذہب ہے کے مطابق خواہ زوال سے پہلے دکھائی دے یا زوال کے بعد (شامی) یہ اس حدیث نبوی علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والسلام سے ثابت ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو، تو اس سے چاند کی رؤیت کا روزے اور عید سے پہلے ہونا ضروری ہے، اس سے متبادر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ چاند کی رؤیت جو ہر ماہ کی آخری شام کی ہو، مراد ہے۔ یہی صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم نے کہا ہے، بخلاف تیسویں دن کے ما قبل الزوال دکھائی دینے کے، اور مختار امام اعظم

[43] ردالمحتار کتاب الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۳

قولهما[44] (فت)(فتح القدير) وكذاصرح باختياره فی ع وخز (خزانة المفتين) و ص (خلاصة) و ق(قاضی خان) ومروبز(بزازية) وجو (جواهر الاخلاطی) ومج(مجمع الانهر) وب (بحرالرائق) والاختيار وجامع المضمرات والعناية والغياثية والتتارخانية والتجنيس وغيرها۔	اور امام محمد کا قول ہی ہے (فتح القدیر) اس کے مختار ہونے پر ع، خزانۃ المفتین، خلاصہ، قاضی خاں، مر، بزازیہ، جواہر الاخلاطی، مجمع الانہر، بحرالرائق، اختیار، جامع المضمرات، عنایہ، غیاثیہ، تتارخانیہ اور تجنیس وغیرہ میں تصریح ہے۔(ت)

(ح) ۱۹/۴ عـــہ: دوپہر سے پہلے کی قید اس لئے لگائی کہ اگر بعد زوال نظر آیا تو عامہ کتب پر کسی کے نزدیک گزشتہ رات نہ ٹھہرے گا کہ تیس ۳۰ کا چاند بھی اکثر دن سے نظر آجاتا ہے مگر دوپہر ڈھلنے کے بعد،

هكذا فی عامة الكتب كالبدائع والايضاح والمنظومة والخانية وطم وش والبزازية والعتابية والذخيرة والتتارخانية وجامع الرموز وجواهر الاخلاطی والاختيار والبحرو التبيين والمجتبٰی والقنية ومجمع البحرين و شرحه لابن ملك وشرح الكنز لملّامسكين و غيرها و وقع فی المجمع الانهر تبعالما فی الفتح من التحفة انه عند ابی يوسف اذارؤی قبل الزوال اوبعده الی وقت العصر فللما ضية وبعده للمستقبل[45]	عام کتب میں اسی طرح ہے مثلاً بدائع، ایضاح، منظومہ، خانیہ، طم، شامی، بزازیہ، عتابیہ، ذخیرہ، تتارخانیہ، جامع الرموز، جواہر الاخلاطی، اختیار، بحر، تبیین، قنیہ، مجمع البحرین اور اس کی شرح لابن ملک، اور شرح کنز لملّا مسکین وغیرہ اور مجمع الانہر میں فتح کی اتباع میں اور وہاں تحفہ سے ہے کہ امام ابویوسف کا قول یہ ہے کہ جب چاند زوال سے پہلے یا اس کے بعد عصر تک دکھائی دے تو وہ گزشتہ رات کا ہوتا ہے اور اگر اس کے بعد نظر آئے تو وُہ آئندہ رات کا ہوگا۔(ت)

(م) قمرہ ۵ نمبر ۲۰: کے بڑے ہونے کا کچھ خیال نہ چاہئے۔

44 کنزالعمال بحوالہ معجم الکبیر حدیث ۲۳۸۴۶۹ مکتبۃ التراث الاسلامی مصر ۱۴ /۲۲۰

45 کنزالعمال بحوالہ معجم الاوسط حدیث ۲۳۸۴۷۰ مکتبۃ التراث الاسلامی مصر ۱۴ /۲۲۰

(ش) ۲۰/۵: بہت لوگ چاند کو بڑا دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ کل کا ہے یا آج ۲۹ نہ تھی کہ ۳۰ تھی کہ ۲۹ کا چاند اتنا بڑا نہیں ہوتا، یہ اُن کی خام خیالی ہے، شرعی معاملے تو اوپر ہو چکے کہ وہاں قیاسی باتوں کا دخل نہیں اور بطور علم ہیأت ہی چلئے تو اِن شاء اللہ تعالٰی فقیر ثابت کر سکتا ہے کہ ۲۹ کا چاند بعض ۳۰ کے چاندوں سے بڑا ہونا ممکن۔ اور سب سے بڑھ کر دافع اوہام یہ ہے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضرت سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلۃ۔[46]	قربِ قیامت کا ایک اثر یہ ہے کہ ہلال بڑے نظر آئیں گے۔

اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

مِن اقتراب الساعۃ ان یری الھلال قبلا فیقال ھو للیلتین[47] الحدیث۔	قُربِ قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ہلال سامنے ہی نظر پڑے گا دیکھنے والا کہے گا کہ دو ۲ رات کا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ابوالبختری سے مروی ہے کہ ہم عمرے کو نکلے بطنِ نخلہ میں ہلال دیکھا کسی نے کہا تین ۳ رات کا ہے، کسی نے کہا دو ۲ رات کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے حال عرض کیا، فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے کہا فلاں رات۔ کہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انّ اللہ تعالٰی امدہ عہ۱ للرؤیۃ فھو للیلۃ عہ۲ رأیتموہ۔[48] (ح) ۱۲/۵: عہ۱ ای جعل وقت الصوم ممتدّ الٰی زمان رؤیۃ الھلال ۱۲۔ عہ۲ :وقع ھٰھنا فی القول المنشور للفاضل اللکھنو ی لرؤیۃ رأیتموہ وھو تصحیف ۱۲	اللہ تعالٰی نے اُسے رؤیت پر موقوف فرمایا ہے تو جس رات تم نے دیکھا اُسی رات کا ہے۔ اللہ تعالٰی نے وقت صوم کو رؤیت کا چاند کے زمانہ تک طویل (ممتد) کیا ہے ۱۲ (ت) اور القول المنشور میں فاضل لکھنوی نے "لرؤیۃ رایتموہ" تحریر کیا ہے یہ تصحیف ہے ۱۲ (ت)

(م) قمر ۶: نہ اس نمبر ۲۱ کے اونچے ہونے پر نظر قمرے نہ اس کے دیر تک ٹھہرنے پر التفات۔

(ش) ۲۱/۶ بہت لوگ چاند عہ اونچا دیکھ کر بھی ایسی ہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں، بعض کہتے ہیں اگر ۲۹ کا ہوتا تو اتنا

46 کنزالعمال بحوالہ معجم الکبیر حدیث ۳۸۴۶۹ مکتبۃ التراث الاسلامی مصر ۱۴ /۲۲۰

47 کنزالعمال بحوالہ معجم الاوسط حدیث ۳۸۴۷۰ مکتبۃ التراث الاسلامی مصر ۱۴ /۲۲۰

48 صحیح مسلم کتاب الصیام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۸

نہ ٹھہرتا۔ یہ سب بھی ویسے ہی اوہام ہیں جن پر شرع میں التفات نہیں، خصوصًا یہ باتیں تواز رُوئے ہیأت بھی کلیہ نہیں ہوسکتیں، میں اِن شاء اللہ تعالٰی ثابت کرسکتا ہوں کہ کبھی ۲۹ کا ۳۰ کے بعض ہلالوں سے اونچا اور دیر پا ہونا متصور۔

(ح) ۲۱/۶عہ: اونچا ہونا اور دیر تک رہنا غالبًا زیادت فصل سے ہوتا ہے اور یہ ہم اوپر واضح کرچکے کہ کبھی ۲۹ کا بہ نسبت ۳۰ والے کے سورج سے دُور تر ہوتا ہے تو غالبًا اُتنا ہی اُونچا بھی ہوگا اور اتنا ہی دیر میں ڈوبے گا۔ علاوہ ازیں دقائق ہیأت پر نظر کیجئے تو باوجود استوائے فصل ایک حالت میں بلند تر و دیر پاتر ہونا ممکن و ذلک یبتنی علی مقدمات طویلۃ لو تکلمنا علیہا لخرجنا عما نحن بصددہ ۱۲ (اور یہ طویل مقدمات پر مبنی ہے اگر ہم ان پر گفتگو شروع کردیں تو زیرِ نظر موضوع سے کہیں دُور نکل جائیں گے ۱۲۔ (ت)

(م) قمر ۸: آج کا ہلال نمبر ۲۲: شفق سے پہلے ڈوبتا ہے کل کا بعد کو، یہ بھی معتبر نہیں۔

(ش) ۲۲/۸: شفق سے مراد شفقِ احمر ہے یعنی وُہ سرخی جو غروبِ آفتاب کے بعد جانبِ مغرب رہتی ہے۔ عادت یُوں ہے کہ جو ہلال اسی شب ہُوا وہ اس سُرخی کے غائب ہونے سے پہلے ڈوب جاتا ہے، اور جو کل ظاہر ہُوا تھا اس کے بعد غروب کرتا ہے۔ پھر یہ بھی تجربہ کی بات ہے، صحیح مذہب میں اس پر اعتماد نہیں

فی مختارات النوازل وقیل ان غاب بعد الشفق فھو للماضیۃ وان غاب قبل الشفق فھو للمستقبلۃ اھ[49] وھکذا ذکرہ مضعفا مقابلا لمذھب الصحیح المختار اعنی کونہ للمستقبلۃ مطلقا فی مج وفت وق وبزوغیرھا من اسفار کثیرۃ۔	مختار النوازل میں ہے بعض نے کہا کہ اگر شفق کے بعد چاند غروب ہوگیا تو وُہ گزشتہ رات کا ہوگا اور اگر شفق سے پہلے غروب ہوگیا تو وُہ آئندہ رات کا ہوگا اھ یُونہی یہ ضعیف قول مذہب صحیح اور مختار کے مقابل ذکر کیا ہے، اور مذہب صحیح یہ ہے کہ وہ چاند ہر حال میں آئندہ رات کا ہوگا مج، فتح القدیر، قنیہ، بزازیہ، اور دیگر کتبِ معتمدہ میں یُونہی ہے (ت)

(م) قمر ۹: تیسری رات نمبر ۲۳ عشاء سے پہلے چاند نہیں ڈوبتا، پر یہ بھی قابلِ لحاظ نہیں۔

(ش) ۲۳/۹: عادت اکثری یُوں ہے کہ تیسری شب کا چاند غروب نہیں کرتا جب تک عشاء کا وقت نہ آجائے۔ حدیث شریف میں نمازِ عشاء کی نسبت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلّیھا لسقوط القمر	حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ نماز اس وقت پڑھا کرتے جس وقت تیسری رات کا

[49] فتاوٰی بزازیہ علٰی ہامش فتاوٰی ہندیہ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۹۶

لثالثة۔[50] رواہ ابوداؤد عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ نماز اس وقت پڑھا کرتے جس وقت تیسری رات کا چاند ڈوبتا ہے (اسے ابوداؤد نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ت)

پر معاملہ ہلال میں شرعًا اس پر بھی التفات نہیں مثلًا گواہی گزری کہ آج چاند ہوا کل جمعہ کی یکم رمضان ہے اب شنبہ کے بعد جو شب یکشنبہ آئی کہ اس شہادت کی رُو سے تیسری شب تھی، اس میں دیکھا تو چاند مغرب ہی کے وقت عشاء کا وقت آنے سے پہلے ڈوب گیا جس کے سبب گمان ہوتا ہے کہ آج شبِ دوم ہے اس کا کچھ خیال نہ کریں گے اور تیسری ہی رات قرار دیں گے۔تنبیہ: اقول: وباللہ التوفیق بے شک اِس شہادت پر عمل میں معاذاللہ حدیث کی کچھ مخالفت نہیں، بلکہ عین حکمِ حدیث پر چلنا ہے۔ حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقتِ عشاء دیکھ کر نماز شروع فرماتے، وہ اس اکثری امر کے سبب غالبًا اس وقت سے موافق پڑتی، یا یُوں سہی کہ زمانہ اقدس میں ہمیشہ ہی مطابق آئی، اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ حضور نے ایک وقت بھی اِس غروبِ قمر پر وقتِ نماز کی بنا رکھی ہو نہ کہ اُسے ابدی غیر ممکن الخلف جانتے نہ کہ اس کے سبب امر صوم میں شہادتِ شرعیہ جسے شرع نے مثلِ رؤیت عین قرار دیا روکی جائے۔

سئل فیما غاب الھلال باللیلة الثالثة قبل دخول وقت العشاء ھل یعمل بالشھادة ام لا، اجاب، المعمول بہ ما شھدت البینة لان الشھادة نزلھا الشارع منزلة الیقین ولیس فی العمل بالبینة مخالفة لصلٰوتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[51] (ش)عن فتاوی العلامة الشھاب الرملی الکبیر الشافعی ملخصا وھذاواضح جدّاعہ وللہ الحمد ۱۲۔ (ح) ۲۳/۹: عـــہ **اقول:** وبتقریرنا ھذا	سوال کیا گیا کہ جب تیسری رات کا چاند دخولِ وقتِ عشا سے پہلے غائب ہو جائے تو کیا شہادت پر عمل کیا جائے گا یا نہیں؟ تو جواب یہ دیا کہ اس پر عمل کیا جائیگا جس پر گواہی ہُوئی کیونکہ گواہی کو شارع علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یقین کا مقام قرار دیا ہے اور گواہوں پر عمل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مخالف نہیں یہ شامی نے علامہ شہاب رملی الکبیر الشافعی کے فتاوٰی سے ملخصًا نقل کیا ہے اور یہ نہایت ہی واضح ہے، حمد اللہ کے لیے ہے ۱۲(ت) **اقول:** بحمد اللہ ہماری اس تقریر سے واضح

50 سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۶۰

51 ردالمحتار کتاب الصوم مصطفٰی البابی مصر ۲/۱۰۰

ظهر بحمد الله انه لاحاجة الی ماتجشمه الفاضل عبدالحی اللکهنوی فی القول المنشور مجیبا عن هذاالاشکال انه لیس فی الحدیث ما یدل علی الدوام فقد یکون هکذاولا تغتربقوله"کان"فانه لایدل علی الاستمرارکما بسطه النووی فی شرح صحیح مسلم فی ابواب النوافل فتشکر انتهی.فقد علمت ان لااشکال بالحدیث اصلا ولو"کان"للدوام دوامًا علی ان هذہ المسئلة کثیرة الخلاف وقد عقدنا لبیانها رسالتنا"التاج المکلل فی انارة مدلول کان یفعل"فبناء التفصی علی امر مختلف فیه مع عدم الحاجة الیه ممالا معول علیه۱۲	**اقول: بحمدﷲ** ہماری اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ اس کی ضرورت نہیں جو فاضل عبدالحی لکھنو نے القول المنشور میں اس اشکال کے جواب میں کہا کہ حدیث میں کوئی ایسی شیئ نہیں جو دوام پر دال ہو، ہاں کبھی ایسا ہو جاتا تھا اور لفظِ"کان" سے بھی ضابطہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ دوام واستمرار پر دال نہیں ہوتا جیسا کہ شرح صحیح مسلم کے ابواب النوافل میں امام نووی نے اس پر تفصیلاً گفتگو کی ہے۔ پس اللہ کا شکرادا کرو انتہی یقینا آپ نے جان لیا کہ حدیث کے ساتھ یہاں کوئی اشکال ہی نہیں اگرچہ کانَ ہمیشہ دوام پر دال ہو، علاوہ ازیں اس مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ہم نے اس کے لیے ایک رسالہ لکھا جس کا نام "التاج المکلل فی انارة مدلول کان یفعل" رکھا ہے، لہٰذا چھٹکارے کے لئے ایسے معاملہ پر بنیاد رکھنا جو مختلف فیہ ہو اور ضرورت بھی نہ ہو قابلِ اعتماد نہیں ہے ۱۲(ت)

(م) قمر۱۰: چودھویں کا سُورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے **قمر۱۱** پندرھویں کا بیٹھ کر، یہ دونوں بھی نامعتبر ہیں۔

(ش) ۲۴/۱۱-۱۰: حاکم شرع یا عالمِ دین نے شہادتِ شرعیہ لے کر شعبان کا مہینہ ۲۹ کا ٹھہرایا اور کل بروز جمعہ رمضان کا حکم دیا، اب اس حساب سے شبِ جمعہ ۱۵ کو چاند غروب سے پہلے نکلا، تو بہت جاہل اعتراض کرینگے کہ وُہ حکم غلط تھا بلکہ ۳۰ کا چاند ہوا، اور ہفتہ کی پہلی، جب تو آج چاند بیٹھ کر نہ چمکا، یا حاکم وعالم نے گواہی ناکافی سمجھ کر شعبان کی گنتی ۳۰ پُوری کی، شنبہ سے یکم رمضان رکھی۔ شبِ جمعہ میں چاند بیٹھ کر نکلا، جاہل لوگ کہیں گے کیوں صاحب! ہفتہ کی پہلی سے تو آج شبِ بدر ہوتی ہے یہ چاند بیٹھ کر کیوں نکلا، ضرور جمعہ کی پہلی تھی اور آج پندرھویں، یہ اور اس قسم کے سب خیالات محض مہمل و بیہودہ ہیں جن پر اصلاً مدارِ احکام نہیں، نہ حاکم وعالم پر شرع یہ لازم فرمائے کہ عند اللہ جو بات نفس الامر میں ہے اس پر مطلع ہو جائیں کہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے، بلا لکہ شرع ان پر یہی فرض کرتی ہے کہ دلیل شرعی سے جو بات ثابت ہو اس پر عمل کرو۔ عام ازیں کہ عنداللہ کچھ ہو، خود حضور اقدس عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

انکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان	تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو اور شاید

یکون الحن بحجته من بعض فاقضی بنحو مما اسمع فمن قضیت له من حق اخیه شیأفلا یا خذہ فانما اقطع له قطعة من نار۔[52] رواہ احمد والستة عن ام المومنین ام سلمة رضی الله تعالٰی عنها۔	تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو اور شاید تم پر ایک دوسرے سے زیادہ اپنی حجّت بیان کرنے میں تیز زبان ہوتو میں جو سنوں اس پر حکم فرماؤں پس جس کے لیے میں اُس کے بھائی کے حق سے کچھ حکم کروں وُہ اسے نہ لے کہ یہ تو ایک آگ کا ٹکڑا ہے اس کے لیے قطع کرتا ہوں (اسے امام احمد وائمہ ستّہ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔ت)

علاوہ بریں چاند کا چودھویں کو غروبِ شمس سے پہلے نکلنا اگرچہ اکثر ہے، اور اسی لئے اسے بدر کہتے ہیں مگر، بحساب ہیأت بھی اس کا خلاف ممکن، کما لایخفی علی من یعلمه (جیسا کہ اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ت) والله تعالٰی اعلم۔

(م) قمر ۱۲: غلط ہے کہ ہمیشہ رجب **نمبر ۲۵** کی چوتھی رمضان کی پہلی ہو۔

(ش) ۲۵/۱۲: عوام میں مشہور ہے کہ سال میں جس دن رجب کی چوتھی اسی دن آکر رمضان کی پہلی پڑے گی۔ یہ بات محض بے اصل ہے، اس کا شرعی نہ ہونا تو خود ظاہر، تجربہ بھی خلاف پر شاہد۔ بعض دفعہ رجب کی تیسری اور رمضان کی پہلی مطابق ہوئی ہے۔

ماھو الرابع من رجب لا یلزم ان یکون غرة رمضان بل قد یتفق (بز)[53]	رجب کی چوتھی کا رمضان کی پہلی ہونا لازم نہیں بلکہ بعض دفعہ اتفاقاً ایسا ہوجاتا ہے (بزازیہ) (ت)

(م) قمر ۱۳: رمضان کی پہلی نمبر ۲۶ ذی الحجہ کی دسویں ہونا بھی ضروری نہیں۔

(ش) ۲۶/۱۳: کہیں مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعض آثار میں آگیا کہ تمہارے روزہ کا دن وہی تمہاری قربانی کا دن ہے، یہ اُس سال کا ایک واقعی بیان تھا، نہ کہ ہمیشہ کے لیے حکم شرعی ہو۔ بارہا یکم رمضان ودہم ذی الحجہ مختلف پڑتی ہیں، مثلاً یکم رمضان جمعہ کی ہو اور رمضان شوال ذیقعدہ تینوں مہینے ۲۹ کے تو عیداضحٰی چہار شنبہ کی ہوگی اور دو ۲۹ کے تو پنجشنبہ کی، اور تینوں تیس ۳۰ کے تو شنبہ کی۔ ہاں دو ۲ تیس کے اور ایک ۲۹ کا، تو بے شک جمعہ کی پڑے گی۔ پھر یونہی ہونا کیا ضرور ہے!

[52] صحیح بخاری باب موعظۃ الامام للخصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۶۲

[53] فتاوٰی بزازیۃ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۹۶

شھر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذٰلك یوم عرفة لایوم الضحٰی حتّٰی لا تجوز التضحیة فی ھذا الیوم ومایروی ان یوم نحرکم یوم صومکم کان وقع ذلك العام بعینه دون الابدلان من اوّل یوم رمضان الی غرة ذی الحجة ثلثة اشھر لا یوافق یوم النحر یوم الصوم الا ان یتم شھران من الثلاثه وینقص الواحد فاذا تمت الشھور الثلاثة تأخر عنه واذا نقصت الشھور الثلاثة او شھران تقدم علیه فلا یصح الاعتماد علٰی ھذا[54] (خذ) عن الفتاوی الکبری۔	جب رمضان المبارک جمعرات کو آیا اور یوم عرفہ بھی جمعرات ہی کو آیا تو اب یہ یومِ عرفہ تو ہوسکتا ہے یوم اضحٰی نہیں ہوسکتا حتی کہ اس دن قربانی جائز نہ ہوگی، اور جو یہ مروی ہے کہ تمہارا یوم نحر تمہارے روزہ کا دن ہے یہ ایک معیّن سال میں اتفاق ہُوا تھا، نہ کہ دائمی ضابطہ ہے، کیونکہ رمضان کے پہلے دن سے لے کر ذوالحجہ کی ابتداء تک تین ماہ ہیں تو یومِ نحر یومِ صوم کے موافق تب ہی ہوگا جب ان تین ماہ میں سے دو ۲ کامل اور ایک ناقص ہو، تو جب تینوں کامل واقع ہُوئے تو یومِ نحر اس سے مؤخر ہوجائے گا، اور اگر تینوں یا دو ناقص واقع ہُوئے تو یومِ نحر اس پر مقدم ہوگا لہٰذا اس پر اعتماد صحیح نہیں۔ یہ فتاوے الکبرٰی کے حوالے سے خزانۃ میں ہے (ت)

(م) قمر ۱۴: اکثری کہ اگلے رمضان کی نمبر ۲۷ پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوتی ہے، پر شرع میں اس پر اعتماد نہیں۔

(ش) ۲۷/۱۴: سیّدنا امام جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ:

خامس رمضان الماضی اوّل رمضان الاٰتی۔[55]	گزشتہ رمضان کی پانچویں آئندہ رمضان کی پہلی ہے۔ (ت)

بعض علماء نے کہا اس کا پچاس برس تک تجربہ ہُوا، ٹھیک اُترا۔ بعض معاصرین نے لکھا، ۱۲ برس سے میں بھی تجربہ کرتا اور درست پاتاہُوں۔

اقول: مگر فقیر نے ۱۲۹۷ھ سے اب تک کے ۹ رمضانوں میں خیال کیا چند ہی سال میں صاف فرق پڑ گیا۔ پانچ برس تک تو حساب ٹھیک تھا اور اس قاعدے کے مطابق رمضان ۱۳۰۱ھ کی پنجم روز یکشنبہ

[54] خزانۃ المفتین کتاب الصوم قلمی نسخہ ۱/۶۰

[55] الاستبصار کتاب الصوم دار الکتب الاسلامیہ تہران ۲/۷۶ من لایحضرہ الفقیہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۲/۷۸

آئی مگر ۱۳۰۲ھ بحسابِ تقویم یکم اسی دن مظنون تھی، مگر فقیر ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ کو دیہات میں تھا کشادہ جنگل، صاف مطلع، ابر، غبار، دُخان کسی علّت کا نام نہ نشان۔ میں اور میرے ساتھ اور مسلمان ہر چند غور کرتے رہے رؤیت نہ ہُوئی، شبِ جمعہ کی خبر بھی نہ آئی، شنبہ کی عید قرار پائی۔ اب ۱۳۰۲ھ کا حساب تقویم اگر غلط بھی مانئے تو مطلع صاف نہ تھا اور بحکمِ ہیأت یکم یکشنبہ بھی ممکن تھی، تو تصحیح قاعدہ کو اسی دن یکم رکھئے تو پنجم پنجشنبہ کی ٹھہریگی۔ ۱۳۰۳ھ میں یکم بھی جمعرات کو ہونی چاہئے حالانکہ وُہ بشہادت عین بھی غلط، اور بحکمِ ہیأت بھی ناممکن۔ لاجرم ماننا پڑے گا کہ ۱۳۰۳ھ میں ٹوٹ گیا۔ بااینہمہ اگر دائمہ بھی ہو تو صرف ایک تجربہ ہے، نہ حکمِ شرعی جس پر احکامِ شرعیہ کی بناء ہوسکے۔

(م) قمر ۱۵: برابر چار مہینے سے زیادہ ۲۹ کے نہیں ہوتے، پر اس پر بھی مدار نہیں۔

(ش) ۲۸/۱۵: امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

قد یقع النقص متوالیا شہرین او ثلثۃ ولایقع اکثر من اربعۃ اشہر۔[56]	دو ۲ یا تین ۳ ماہ مسلسل انتیس کے ہو سکتے ہیں، چار ماہ سے زائد ناقص نہیں ہو سکتے۔ (ت)

اسی طرح شرح صحیح مسلم میں ہے: **لکن مصدرا بلفظۃ قالوا**[57] (لیکن اسے لفظ "**قالوا**" سے تعبیر کیا ہے۔ت) پھر بھی یہ اسی قبیل سے تجربہ ہے، یا حساب جس پر شرع میں اعتماد نہیں۔ مثلاً ربیع الآخر سے رجب تک چار مہینے ۲۹ کے ہوتے آئے، اب شعبان کی ۲۹ کو شہادت رؤیت گزری، بلاشُبہ مقبول ہوگی، اور یہ خیال نہ کریں گے کہ ۵ برابر ۲۹ کے ہوئے جاتے ہیں۔

(م) قمر ۱۶: ان امور میں خط کا اعتبار اجس طرح عوام میں رائج محض مردود ہے اگرچہ مہر شدہ ہو اور کاتب ثقہ اور خط معروف۔

(ش) ۲۹/۱۶ : جاہل لوگوں بلکہ بعض اُن مدعیان علم میں بھی جو بزعم خود فقیہ العصر وحید الدہر ہوں، اعتماد خط کا عجیب جوش ہے۔ اپنے کسی معتمد کا خط آگیا اور شہادت شرعی میں کچھ باقی نہ رہا، گویا خط کاہے کو ہے۔ خاص فلک قمر سے ان پر تفسیر ہلالین نازل ہُوئی، پھر کورے جُہّال کا تو کہنا ہی کیا ہے، وہاں خط سے گزر کر تاریخ خط سے استناد ہوتا ہے، حالانکہ علماء فرماتے ہیں خط پر اعتماد نہیں، نہ اس پر عمل ہو کہ خط کے

---

[56] ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم دار الکتاب العربی بیروت ۳/۳۵۷

[57] شرح نووی علی صحیح مسلم کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۷

مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے مثل ہوسکتی ہے۔

المقرر عند علماء الحنفية انه لا اعتبار بمجرد الخط والالتفات اليه خ[58] (خيريه) الخط لايعتمد عليه ولا يعمل به خ[59]۔ليس الموجودفيه سوى خط فى ورق ليس من حجج الشرع فى شئى خ عـــہ[60] مجرد الخط علامة لا تبنٰى عليها الاحكام خ[61]۔ صرّح علماؤنابعدم الاعتماد على الخط وعدم العمل به خ[62]۔ملخصا، العبرة لما تقوم البينةالشرعية عليه لالما يوجد من الخطوط والكواغذ خ[63]۔انما هو كاغذ به خط وهو لا يعتمد عليه ولايعمل به كما صرّح به كثير من علمائنا خ[64]۔مجرد خط لا يعتمد عليه ولايعمل له شرعا خ عـــہ۲[65]۔ليس الورق والخط من حجج الشرع خ[66]۔	علمائے احناف کے ہاں یہ مسلم ہے کہ محض خط قابل توجّہ نہیں، خیریہ۔خط پر نہ تواعتماد کیاجائے نہ ہی عمل، خیریہ۔ اس میں ایک ورق پر خط کے علاوہ کچھ نہیں جو کوئی شرعی دلیل نہیں، خیریہ۔ محض خط علامت ہے اس پر احکام کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی خیریہ۔ ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ خط پر اعتماد اور عمل نہیں کیا جاسکتا خیریہ ملخصًا۔اعتبار اس کا ہے جس پر شرعی گواہی ہو، نہ کہ خطوط اور کاغذ موجود ہونے پر، خیریہ ۔کیونکہ وہ کاغذ ہی ہے جس پر تحریر ہے اور اس پر نہ اعتماد کیا جاسکتا ہے اور نہ عمل، جیسا کہ ہمارے اکثر علماء نے تصریح کی ہے خیریہ۔شرعی طور پر خط پر نہ اعتماد کیا جاسکتا ہے نہ عمل خیریہ۔کاغذ اور خط دلائلِ شرعی سے نہیں خیریہ۔

58 فتاوٰی خیریۃ کتاب الادب القاضی دارالمعرفۃ بیروت۔ ۱۲/۲

59 فتاوٰی خیریۃ باب خلل المحاضر والسجلات دارالمعرفۃ بیروت ۱۹/۲

60 فتاوٰی خیریۃ باب خلل المحاضر والسجلات ۲۴/۲

61 فتاوٰی خیریۃ کتاب الوقف دارالمعرفۃ بیروت ۱۱۹/۱

62 فتاوٰی خیریۃ کتاب الوقف دارالمعرفۃ بیروت ۱۱۸/۱

63 فتاوٰی خیریۃ کتاب الوقف دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰/۱

64 فتاوٰی خیریۃ کتاب الوقف دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۳/۱

65 فتاوٰی خیریۃ کتاب الوقف دارالمرفۃ بیروت ۲۰۹/۱

66 فتاوٰی خیریۃ کتاب البیوع دارالمرفۃ بیروت ۲۲۸/۱

من کتاب البیوع لا یعتمد علی الخط ولا یعمل بہ ولاشك ان الخط اعم من ان یکون بالقلم اوبالطابع الذی ھو الختم [67] ملخصًا۔	کتاب البیوع میں ہے کہ خط پر نہ اعتماد کیا جاسکتا ہے نہ عمل، اوراس میں شک نہیں کہ خط سے مراد عام ہے خواہ وہ قلم سے تحریر کیاہُوا ہو یااس پر مُہر مطبوع ہو خیریہ ملخصًا (ت)

ان کے سوا بے اعتباریٔ خط پندرہ کتابوں کی عبارتیں فقیر نے فتوٰی تار مندرجہ رسالہ ازکی الاہلال میں ذکر کیں وباللہ التوفیق ۔تنبیہ: خط بعض صورتوں میں مقبول ہوتا ہے، کتاب القاضی الی القاضی یعنی حاکم شرع کو خط لکھے تو بشرائط کثیرہ حجتِ ملزمہ ہے

(ح)۱۶/۲۹: عـــہ۱: الثلثۃ من کتاب الدعوی کالاخیرۃ ۱۲	آخری کی طرح یہ تینوں بھی کتاب الدعوٰی سے ہیں ۱۲ (ت)

(م) قمر۱۷: تار محض نمبر **۳۰** مہمل اور ناقابلِ التفات اگرچہ متعدد شہروں سے وارد ہو۔

(ش) ۳۰/۱۷ : فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے اس بارے میں ایک مفصل فتوٰی لکھااور علمائے بدایوں ورامپور وحیدرآباد ودہلی نے مُہریں کیں، وُہ فتوٰی آخر رسالہ ازکی الاہلال میں مذکور ہُوا، اور ہم ان شاء اللہ بحثِ استفاضہ میں یہ بھی ظاہر کریں گے کہ تار جیساایک جگہ ویساہی دس بیس مقام کا، سب نامعتبر ہیں، یعنی اگر کسی شہر میں متعدد تار مختلف امصار سے آئیں توان کی بھی کچھ وقعت نہ ہوگی کہ کثرتِ تار شرعی تواتر واشتہار سے اصلًا علاقہ نہیں۔

(م) قمر۱۸نمبر۳۱: بازاری افواہ اصلًا کوئی چیز نہیں۔

(ش) ۳۱/۱۸: اکثر دیکھا گیا ہے کہ خبر رؤیت میں شہر میں شہرہ اور عام عوام کی زبان پر چاند چاند کا چرچا ہو گیا، پھر تحقیق کیجئے تو کچھ اصل نہ تھی۔ اسے افواہ کہتے ہیں۔ شرع جس تواتر وشہرت کو قبول فرماتی ہے وہ اور چیز ہے۔

(م) قمر۱۹نمبر۳۲: مجرد حکایت محض نامسموع۔

(ش)۳۲/۱۹: گواہوں کا مجرد بیان کہ فلاں شہر میں چاند ہُوا، یافلاں فلاں نے چاند دیکھا، یافلاں روز سے روزہ رکھا۔ مجرد حکایت ہے جس پر اصلًا التفات نہیں، بلکہ یاتواپنے معائنہ کی شہادت ہو، یا

[67] فتاوٰی خیریہ کتاب الدعوۃ دارالمعرفۃ بیروت ۲/۵۱

شہادت پر شہادت، یا شرعی شہرت۔ یہ مسئلہ بہت ضروری الحفظ ہے۔ یہ صرف عوام بلکہ آج کل کے بہت مدعیانِ علم، بلکہ بعض ذی علم بھی ناواقف پائے،

واللہ الھادی ھذہ الجماعۃ لم یشھد وابا لرؤیۃ ولا علی شھادۃ غیرھم وانما حکوا بالرؤیۃ غیرھم فلا یلتفت الی قولھم[68] خز. وقد نص علی المسئلۃ فی دط طم ش فتح ع ب و غیرھا کما ذکرنا بعض نصوصھا فی ازکی الاھلال۔	اور اللہ ہی ہدایت عطا فرمانے والا ہے، اس جماعت نے چاند دیکھنے کی گواہی نہیں دی اور نہ ہی دُوسروں کی گواہی پر گواہی دی ہے انہوں نے صرف دُوسروں کی رؤیت کی حکایت کی ہے لہٰذا ان کا قول قابل توجہ نہیں ہوگا، خزانۃ۔ اور اس مسئلہ پر در، طحاوی، طم، ش، فتح القدیر، ع، ب وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ جیسا کہ ان میں سے بعض کو ہم نے ازکی الاھلال میں ذکر کردیا ہے (ت)

(م) قمر ۲۰ نمبر ۳۳: یقین عرفی کچھ بکار آمد نہیں، وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد واٰلہٖ وصحبہ اجمعین والحمد للہ ربّ العالمین۔

(ش) ۳۳/۲۰: اقول: یہ ایک نفیس مسئلہ ہے جس پر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے تنبیہ کی، یقین دو۲ طرح کا ہوتا ہے: ایک شرعی کہ طریقہ شرع سے حاصل ہو۔ دوسرا عرفی کہ باوجود عدم طریقہ شرعی صرف اپنے مقبولات و مسلّمات یا تجربیات، مشہورات اور قرائن خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ہوجائے۔ ناواقف لوگ مدرک عرفی و شرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی ووافی و دلیل شرعی گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح خطا ہے، مثلاً جہاں شرع مطہر نے شہادت میں عدد شرط کیا دو۲ مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں، وہاں ہمارے اعظم کسی معتمد اجل مستند نے جسے افضل اولیاء عالم جانیں، اور وُہ واقع میں بھی غوثِ زمانہ ہی ہو۔ شہادت دی کہ میرے سامنے ایسا ہُوا اور میں نے بچشمِ خود دیکھا، ہمیں جو اعتبار اس کے فرمانے پر آئے گا ہر گز دو چار دس بیس کی بات پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا مگر شرع دوسرا گواہ اور مانگے گی، اور معاملہ زنا میں تین۔ تو اگر ایسے ہی تین گواہی دیں جب بھی نا مسموع کہ قرآن کریم نے بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ[69] فرمایا، اگرچہ اس میں شک نہیں کہ سامع مطلع کو ان کے ارشاد میں اصلاً محلِ شک نہ ہوگا۔ اسی طرح ہزاروں نظیریں اس مسئلہ کی ہوں گی اور

---

[68] ردالمحتار کتاب الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۲، فتح القدیر کتاب الصوم نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۴۳

[69] القرآن ۲۴/۴

پھر قرائن بے چارے کس گنتی شمار میں ہیں۔ ذی علم کو بارہا واقع ہوتا ہے کہ بہت امور خارجہ کے لحاظ سے چاند ہونے میں اطمینان کامل رکھتا ہے، مگر جب تک ثبوت شرعی نہ ہو ہر گز حکم رؤیت نہیں کرتا۔ یُوں ہی جب ثبوت میزانِ شرع پر ٹھیک اُترے گا مجبورًا حکم رؤیت کرے گا، اگرچہ بنظر امور دیگر کسی طرح ہلال کا ہونا دل پر نہ جمے۔ ایسی ہی جگہ عالم و جاہل کا فرق کھلتا ہے، جب قرائن اس کے خلاف ظاہر ہوتے ہیں جہال حکم عالم پر اعتراض کرنے لگتے ہیں، حالانکہ وُہ جانتا ہے کہ جو میں نے کیا وہی رائے صائب تھی اور مجھ پر بہر حال مدرک شرعی کی پابندی واجب اس امر کی طرف اشارہ زیر یازدہم بھی گزرا، اور ان یقینوں کی زیادہ توضیح رسالہ ازکی الاھلال میں مذکور ہُوئی، وباللہ التوفیق وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمدٍ واٰلہٖ وصحبہ اجمعین۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شھران لاینقصان شھرا عید رمضان وذی الحجۃ[70]۔ رواہ احمد والستۃ عن ابن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہوتے یعنی رمضان اور ذوالحجہ۔ (اسے امام احمد اور ائمہ ستہ نے حضرت ابنِ ابی بکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

بعض علماء نے اس کے یہ معنی لیے ہیں کہ یہ دونوں مہینے ایک سال میں ۲۹ کے نہیں ہوتے۔ صحیح بخاری میں ہے:

قال محمد لایجتمعان کلاھما ناقص[71]۔	محمد بن سیرین کہتے یہ دو ۲ مہینے جمع نہیں ہوتے اس حال میں کہ دونوں ناقص (یعنی ۲۹ کے) ہوں۔ (ت)

امام سراف نے فرمایا: لاینقصان جمیعا فی سنۃ واحدۃ[72] (ایک سال میں عید کے دو ۲ ماہ جمع نہیں ہوتے کہ دونوں ہی ناقص ہوں۔ت) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

ان نقص رمضان تم ذوالحجۃ وان نقص ذوالحجۃ تم رمضان[73]۔	رمضان ۲۹ کا ہوگا تو ذوالحجہ ۳۰ کا، اور ذوالحجہ ۲۹ کا ہوگا رمضان ۳۰ کا۔ (ت)

---

[70] مسند احمد بن حنبل مروی عن عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ دارالمعرفۃ بیروت ۵ /۳۸، صحیح البخاری کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۶)

[71] صحیح البخاری کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۶

[72] فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم دارالمعرفہ بیروت ۴/۱۰۷

[73] صحیح البخاری کتاب الصوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۶

ف: فتح الباری میں امام سراء کی بجائے امام بزار سے یہ عبارت منقول ہے۔)

اور اس معنی کی مؤیّد وُہ حدیث ہے جو بطریق زید بن عقبہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ **شھر اعید لایکونان ثمانیۃ وخمسین یوما**[74] عید کے دونوں مہینے ۵۸ دن کے نہیں ہوتے۔

بااِیں ہمہ محققین کے نزدیک اس سے اکثری اغلبی حکم مراد ہے۔ نہ کہ دائمی ابدی۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: **قد وجدناھما ینقصان فی اعوامھم**[75] نے برسوں دیکھا کہ یہ دونوں مہینے سال میں ۲۹ کے ہوئے۔

اقول: معہذا حدیث اول کے تو عمدہ معانی علماء نے بیان فرمائے، اور تحقیق روشن یہی ہے کہ اس کا ثواب نہیں گھٹتا اگرچہ گنتی میں پُورے ہوں، اور حدیث دوم کی صحت معلوم نہیں، اگر صحیح ہو تو بعض رواۃ سے اپنی فہم کی بناء پر نقل بالمعنی محتمل، **واللہ تعالٰی اعلم**،

بالجملہ غرض یہ ہے کہ ایسے تجربیات کا دائمی ہونا ضرور نہیں، اور دائمی ہوں بھی تو احکامِ شرع کا اُن پر مدار نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم**،

واللہ الھادی وصلی اللہ تعالٰی علٰی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین ط

---

[74] فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب الصوم دارالمعرفۃ بیروت ۱۰۷/۴

[75] شرح معانی الآثار کتاب الصیام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۸۱/۱